علم و تعلم اور ہم

گذشتہ شمارے میں ڈسپلن سے ہمارے خصوصی تاریخی پیدائشی رشتہ کی بات کی گئی۔ڈسپلن کا علم و تعلم سے گہرا بلکہ کافی اور لازمی (Necessary and sufficient) تعلق ہوتا ہے۔(اسی کا لحاظ تھا' اسی کا علم اونچا کرنا تھا کہ پرانے وقتوں میں شاگردی کے لئے بڑے سخت اور صبر آزما امتحان کیا امتحانوں سے گزرنا پڑتا تھا۔اس میں جسمانی اور نفسیاتی دونوں قسم کی ابتلائیں شامل ہوتیں۔)اس لئے علم و تعلم سے بھی ہمارا ربط وضبط اور پر رسوخ تعلق محض رسمی نہیں بلکہ فطری، گہرا اور تہہ در تہہ رہا جو تاریخی بھی ہے اور پیدائشی بھی ہے۔حقیقت اسلام کی مستحبانہ (طور سے) لازمی مودت اور کل ایمان سے والہانہ وابستگی نے ہی ہمیں یہ خاص شرف وامتیاز بخشا (تھا)۔

کچھ اسی مودت کی خاطر (یا پھر کسی اور خسروانہ رموز/ Top Secrets کے تحت) زمانے کی سیاست کی نظر نے ہمیں معتوب ومغضوب رکھا۔اس سیاسی نگاہ عتاب پناہ وظلم براہ نے ہم سے زندگیاں تو چھینیں لیکن اس کی چشم بددور، ہم امر ہوتے ہوگئے وہ ہماری جانیں لیتی گئی مگر یہ نہیں جان پائی کہ ہمارا دل وجان تو گیان ہے، وہ ہم سے گیان نہ چھین پائی، (سیاست کا بھاگ سدا ہی جاہلیت مارا رہا۔) نہ ہی وہ ہم سے ہماری سماجی قومی حیات جھٹک پائی۔اس نگاہ جور پناہی نے ہم پہ ظلم وستم توڑنے کی تو حد کردی، پر ہم اس کے منفی ردعمل کی حدوں سے دور رہے۔غالباً ہمارا یہی مثبت ردعمل ہماری گوشہ نشینی کو علم وقلم کی بزم آرائیاں بناتا رہا، ہماری نظر بندیوں کو فکر ونظر کی جولاں گاہیں کرتا رہا اور ہماری سیاست گریزی کو دانشوری تک مہمیز کرتا رہا۔ دنیا کی دنیا پرست سرکاریں ہمارے سر کاٹتی رہیں، ہم علم ودانش کی فصلیں بوتے اور کاٹتے رہے۔اسی کا نتیجہ ہے کہ سبھی علوم ومعارف اسلامیہ اور زیادہ تر دوسرے (اگر دوسرے کہنا روا رکھا جائے۔ویسے حقیر کسی معقول علم یا شعبہ علم کو غیر اسلامی نہیں سمجھتا) شعبہ ہائے علوم میں سبقت واولیت ہمارے نام رہی، علم و تعلم کے فروغ کی جڑیں ہم سے جڑی رہیں۔دانشوری سے ہمارا رشتہ اتنا قوی اور فطری رہا کہ یہ بھی دیکھا گیا، ہر سر برآوردہ اور قابل قدر دانشور میں دنیا کو شیعیت کی بو ملی، (اس کے شیعہ ہونے کا شبہ رہا۔) ہر معقول علمی تحریک کا سرا کہیں نہ کہیں ہم سے ضرور ملا۔یہ کوئی خطیبانہ لسانی نہیں، لن ترانی نہیں ہے بلکہ قلم کی قسم! تاریخی سچائی ہے (ہمارے خون کے گارے سے کھڑے ہونے والے قلعوں میں بھی ہماری دانشوری موسوی انداز میں پہنچتی رہی، پلتی رہی، جیتی رہی)

لیکن! ہم نہیں کہہ سکتے کب، کیسے، کیوں وہ کیا تبدیلی آئی کہ آج کا منظر نامہ اپنے تاریخی رنگ وآہنگ سے کچھ ہٹا ہٹا کٹا کٹا سا لگتا ہے۔ہمارا دانشوری سے اٹوٹ رشتہ بالکل چھوٹا تو نہیں لیکن دھندلا ضرور پڑ گیا ہے۔کیا اس دھند کو صاف کرنا ہمارے لئے کچھ دشوار ہے!!

(م۔ر۔عابد)